خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

سوموار 12 جولائی 2021ء | 01 ذوالحجہ 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:164

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خواب کی تعبیر میں غلطی کا امکان

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ

(مسلم، کتاب الرؤیا، باب رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں بہت کھجوریں ہیں۔ پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر۔ مگر دراصل وہ مدینہ یعنی یثرب ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

کیا انبیاء سے اجتہادی غلطی ہوسکتی ہے؟

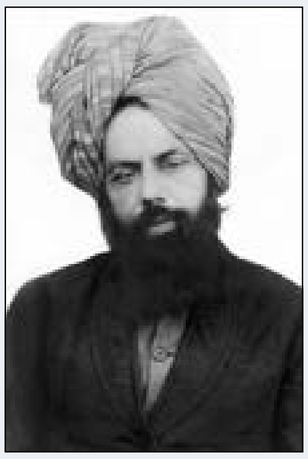

اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔ اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہوتا تا کہ بشر خدا نہ ہو جائے۔ دیکھو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بھی یہ اعتراض بڑے زور شور سے یہود نے کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ میں بادشاہت لیکر آیا ہوں اور وہ بات غلط نکلی۔ ممکن ہے کہ حضرت مسیحؑ کو یہ خیال آیا ہو کہ ہم بادشاہ بن جائیں گے۔ چنانچہ تلواریں بھی خرید رکھی ہوئی تھیں مگر یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی۔ بعد اسکے خدا نے مطلع کر دیا اور انہوں نے اقرار کیا کہ میری بادشاہت روحانی ہے۔ سادگی انسان کا فخر ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے جو کہا سو سادگی سے کہا۔ اس سے ان کی خفت اور بے عزتی نہیں ہوتی۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہ سمجھا تھا کہ ہجرت یمامہ کی طرف ہوگی مگر ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف ہوئی۔ اور انگوروں کے متعلق آپؐ نے یہ سمجھا تھا کہ ابوجہل کے واسطے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ عکرمہ کے واسطے ہیں۔ انبیا کے علم میں بھی تدریجاً ترقی ہوتی ہے۔ اس واسطے قرآن شریف میں آیا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ:115)۔ یہ آپؐ کا کمال اور قلب کی طہارت تھی جو آپؐ اپنی غلطی کا اقرار کرتے تھے۔ اس میں انبیاؑ کی خفت کچھ نہیں۔ ایک حکیم ہزاروں بیماروں کا علاج کرتا ہے۔ اگر ایک ان میں سے مرجائے تو کیا حرج ہے۔ اس سے اسکی حکمت میں کچھ داغ نہیں آجاتا۔ کبھی حافظ قرآن کو پیچھے سے لقمہ دیا جاتا ہے تو اس سے یہ نہیں کہا جاتا کہ اب وہ حافظ نہیں رہا۔ جو باتیں متواترات اور کثرت سے ہوتی ہیں ان پر حکم لگایا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 455 تا 456 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ نَادٰی نُوۡحٌ رَّبَّہٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَہۡلِیۡ وَ اِنَّ وَعۡدَکَ الۡحَقُّ وَ اَنۡتَ اَحۡکَمُ الۡحٰکِمِیۡنَ ۔ قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ ٝ۫ۖ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ اِنِّیۡۤ اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰہِلِیۡنَ ۔

(ھود:46تا47)

ترجمہ:۔ اور نوح نے اپنے ربّ کو پکارا اور کہا اے میرے ربّ! یقیناً میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ ضرور سچا ہے اور تُو فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔ اس نے کہا اے نوح! یقیناً وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔ بلاشبہ وہ تو سراپا ایک ناپاک عمل تھا۔ پس مجھ سے وہ نہ مانگ جس کا تجھے کچھ علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں مبادا تُو جاہلوں میں سے ہو جائے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دعا غیر ضروری سوالات سے بچنے کے لئے سکھائی ہے۔ وہ دعا یہ ہے کہ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَسۡـَٔلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (ھود:48) کہ اے میرے ربّ یقیناً مَیں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں کہ جس کے مخفی رکھنے کی وجہ کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ اور اگر تُو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو مَیں ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

یہ دعا سکھا کر اس امر سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پُرحکمت کاموں کے بارے میں کوئی شکوہ نہ کیا جائے۔ مثلاً دعا ہے۔ ایک آدمی دعا کرتا ہے تو اس کے بارے میں بھی شکوے ہو جاتے ہیں کہ مَیں نے تو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق دعا کی تھی پھر بھی اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول نہیں کی۔ اللہ سے شکوے ہوتے ہیں کہ اے اللہ کیوں میری دعا قبول نہیں کی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر غور کر رہے ہیں تو یہ بات سامنے رہے گی کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اس کو تمام آئندہ آنے والی باتوں کا بھی علم ہے۔ اس کو یہ بھی علم ہے کہ ہر ایک کے دل میں کیا ہے۔ اس کو یہ بھی پتہ ہے کہ کیا چیز میرے بندے کے لئے ضروری اور فائدہ مند ہے اور کیا نقصان دہ ہے۔ اس لئے کسی قسم کے شکوے کی کوئی جگہ نہیں ہونی چاہئے۔ وہ اپنے بندے کی بعض باتوں کو اس لئے ردّ کرتا ہے کہ وہ انہیں اس کے لئے بہتر نہیں سمجھتا۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بعض وعدے بھی کرتا ہے، ان کو بعض باتیں سمجھا دیتا ہے لیکن اجتہادی غلطی کی وجہ

بقیہ صفحہ 10 پر

اس شمارہ میں

دربارِ خلافت
توبہ سے عذاب ٹل جاتا ہے (منظوم)
خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

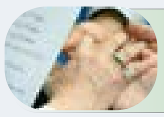

دربارِ خلافت

خلافت خامسہ میں جماعتی ترقیات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر الٰہی تقدیر کے مطابق اپریل 2003ء میں خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا وصال ہوا تو پھر جماعت کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا تھا اور دشمن کے خیال میں ان کے لیے احمدیت کو ختم کرنے کا ایک بہت بہترین موقع تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے اس نے ایک دفعہ پھر جماعت کو سنبھالا اور ایسا سنبھالا کہ مخالف مولوی بھی کہنے لگے کہ باوجود اس کے کہ ہم تمہیں سچا نہیں سمجھتے لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ لیکن یہ ماننے کے باوجود کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے ساتھ ہے پھر بھی ماننے کو تیار نہیں۔ مومنین کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور اسلام کی تاریخ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خلافتِ خامسہ کا دور شروع ہوا۔

اسلام کے ابتدائی دور میں اگر خلافتِ راشدہ چار خلافتوں تک محدود تھی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تھی اور اب جو خلافتِ خامسہ کا دور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے شروع ہوا تو یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد جس طرح اسلام کی تاریخ میں بہت سے نئے باب کھلے ہیں خلافت خامسہ بھی انہی کا ایک حصہ ہے۔ دشمن سمجھتا تھا کہ اب تو جماعت کی قیادت اتنے مضبوط ہاتھوں میں نہیں ہے لیکن ان کو کیا پتہ کہ اصل ہاتھ تو خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے جو جس کی تائید میں اور جس کے ساتھ ہو اسے مضبوط کر دیتا ہے۔ آج دشمن کی حسد کی آنکھ پہلے سے بڑھ کر جماعت کی ترقیات کو دیکھ رہی ہے۔ جماعت کا جو تعارف اور دنیا میں اس کا غیر معمولی طور پر اظہار اس دور میں، ہر طبقے میں اور ہر سطح پر ہوا ہے یہ غیر معمولی ہے۔ مَیں تو ایک بہت کمزور انسان ہوں میری کسی خوبی کی وجہ سے یہ ترقی نہیں ہو رہی۔ دنیا کی حکومتوں کے سرکردہ لوگوں اور ایوانوں میں جماعتِ احمدیہ کا تعارف ہو رہا ہے تو یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے وعدوں کی وجہ سے ہو رہا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہو رہا ہے۔ ہر روز اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اشاعتِ قرآن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا کام مختلف زبانوں میں بہت بڑھ چکا ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا کے تمام ممالک میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ رہا ہے۔ پہلے ایک زبان میں تھا اور ایک چینل تھا۔ اس وقت دنیا میں ایم ٹی اے کے آٹھ مختلف چینل کام کر رہے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ایم ٹی اے سٹوڈیوز بن گئے ہیں جہاں سے ایم ٹی اے کے پروگرام جاری رہتے ہیں۔ اب ایک جگہ سٹوڈیو نہیں ہر جگہ بن چکے ہیں، ہر جگہ تو نہیں لیکن کئی جگہ افریقہ میں بھی اور نارتھ امریکہ میں بھی اور یورپ میں بھی بن چکے ہیں۔ اگر ہم اپنے وسائل کو دیکھیں تو یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ رہا ہے۔ پاکستان کی حکومت نے اس پر مختلف طریقوں سے پابندی لگائی ہے تو دنیا کے دوسرے ممالک میں پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے راستے کھول دیے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تعلق قائم کرنے کے لیے ایک نیا رستہ بھی سمجھا دیا ہے جو آن لائن (online) ملاقات یا ورچوئل (virtual) ملاقات کے ذریعہ سے اس کووِڈ کی بیماری کی وجہ سے سامنے آیا۔ اس ذریعہ سے میٹنگیں بھی ہو رہی ہیں۔ ملاقاتیں بھی ہو رہی ہیں جس سے براہِ راست جماعتوں سے رابطہ ہو رہا ہے۔ لوگ خلیفۂ وقت سے براہ راست راہنمائی لے رہے ہیں۔ میں یہاں لندن سے کبھی افریقہ کے کسی ملک سے، کبھی انڈونیشیا سے، کبھی آسٹریلیا سے، کبھی امریکہ سے ملاقات کر لیتا ہوں تو یہ سب خدا تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے ہیں۔ پس ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جو اپنے فضلوں کے نظارے دکھا رہا ہے اور خلافت کے انعام سے جو ہمیں نوازا ہوا ہے اس کا ہم نے ہمیشہ حق ادا کرنے والا بننا ہے تا کہ قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہم اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو اللہ تعالیٰ نے ترقیات کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن ہمیں اس سے فیض پانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے اُس کے آگے جھکنا ہو گا۔ خلافت کی نعمت کا اظہار ہمارے ہر قول اور فعل سے ہونے کی ضرورت ہے۔ خلافت سے کامل اطاعت کا عہد آخری سانس تک نبھانے کے لیے ہمیں ہر قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے تبھی ہم قیامت تک اپنی نسلوں کو خلافت کا مطیع بنانے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں سے انہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کی یقین دہانی کروائی ہے جو ایمان پر قائم رہتے ہوئے ہر قربانی کے لیے تیار رہیں گے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں ”یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ”خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آ جائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303-304)

پس ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ترقیات تو ہونی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ سلسلہ کی پوری ترقی کے نظارے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عہدوں کو پورا کرنے والا بنائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے پورا ہونے کا نظارہ ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں۔ ہماری عبادتیں، ہماری نمازیں، ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ ہم خلافت کا صحیح ادراک حاصل کرنے والے ہوں اور اس بارے میں اپنی نسلوں کو بتانے والے ہوں تا کہ قیامت تک ہماری نسلیں اس نعمت سے فیضیاب ہوتی چلی جائیں۔ آج پھر مَیں دعاؤں کا کہنا چاہتا ہوں۔ پاکستان کے احمدیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مظلوم احمدیوں کو جہاں کہیں بھی ہیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مظلوم مسلمانوں کو جہاں بھی ہیں، فلسطین کے یا کہیں بھی ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مشکلات کو دور فرمائے اور آسانیاں پیدا فرمائے۔ اور جو احمدی ہیں ان سب کو توفیق دے کہ وہ حقیقی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور حقیقی احمدی بنیں اور وہ مسلمان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابھی تک پہچان نہیں رہے اللہ تعالیٰ انہیں پہچاننے اور بیعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام دنیا میں ہم جلد از جلد اسلام کا جھنڈا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھیں اور تمام دنیا میں ہم توحید کو قائم ہوتا ہوا دیکھیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 18/جون 2021ء صفحہ 5تا9)۔ (خطبہ جمعہ 28/ مئی 2021ء)

توبہ سے عذاب ٹل جاتا ہے

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

کیا تضرّع اور توبہ سے نہیں ٹلتا عذاب
کس کی یہ تعلیم ہے دِکھلاؤ تم مجھ کو شتاب

اَے عزیزو! اِس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا
کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 119 ۔مطبوعہ 1907ء)

آج کی دعا

غم کے وقت کی دعا

اَللّٰہُ، اَللّٰہُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْـًٔا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ، صرف اللہ تعالیٰ ہی میرا رب ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔

یہ سید ومولیٰ، مقدس الانبیاء پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی بے قراری اور پریشانی کے وقت کی دعا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی دکھ اور غم پہنچے تو وہ یہ پڑھے کہ اَللّٰہُ، اَللّٰہُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْـًٔا

المجعم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر 5290

مرسلہ: مریم رحمٰن

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 09؍ جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

حضرت عمرؓ نے باقاعدہ قضا کے صیغے کا اجرا فرمایا، تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر فرمائے

چھ مرحومین: مکرم سرِپتو ہادی سسوُویو صاحب آف انڈونیشیا، مکرم چودھری بشیر احمد بھٹی صاحب ابن اللہ داد صاحب بھوڑو ضلع ننکانہ صاحب، مکرم حمید اللہ خادم ملہی صاحب دارالنصر غربی ربوہ، مکرم محمد علی خان صاحب پشاور، مکرم صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب آف میری لینڈ امریکہ، عزیزم فیضان احمد سمیر ابن شہزاد اکبر صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 09؍ جولائی 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت عدیل طیب صاحب کے حصے میں آئی۔تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمرؓ کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپؓ نے باقاعدہ قضا کے صیغے کا اجرا فرمایا، تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر فرمائے۔ قاضیوں کے انتخاب میں ماہرینِ فقہ کو منتخب فرماتے، ان کا امتحان لیتے، ان کی گراں قدر تنخواہیں مقرر فرماتے۔ دولت مند اور معزز شخص کو قاضی مقرر کرتے تاکہ فیصلے کے وقت وہ کسی کے رعب میں نہ آسکے۔ حضرت عمرؓ انصاف اور مساوات کا اتنا خیال رکھتے کہ ایک دفعہ حضرت ابی بن کعبؓ کے ساتھ آپؓ کا معاملہ حضرت زید بن ثابتؓ کی عدالت میں پہنچا۔ حضرت زیدؓ نے فریقین کو طلب کیا اور حضرت عمرؓ کی تعظیم کی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کر آپؓ حضرت ابیؓ کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے۔

حضرت عمرؓ نے قانونِ شریعت سے واقفیت کے لیے افتا کا محکمہ جاری فرمایا تو حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابودرداءؓ کو نامزد کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے علاوہ کسی اَور سے فتویٰ نہیں لیا جائے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دَور میں ایک جلیل القدر صحابی غالباً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں کو کوئی مسئلہ بتایا۔ جب اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو پہنچی تو آپؓ نے فوراً ان سے جواب طلب کیا کہ کیا تم امیر ہو یا امیر نے تمہیں مقرر کیا ہے کہ فتویٰ دیتے رہو۔ دراصل اگر ہر ایک شخص کو فتویٰ دینے کا حق ہو تو بہت سی مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں اور بہت سے فتاویٰ عوام کے لیے ابتلا کا موجب بن سکتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے ملک میں امن و امان اور بازار کی نگرانی کے لیے احداث یعنی پولیس کا محکمہ قائم فرمایا، باقاعدہ جیلیں بنوائیں۔

15؍ ہجری میں بحرین سے پانچ لاکھ کی رقم آئی تو صحابہؓ کے مشورے سے مدینے میں بیت المال کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت عبداللہ بن ارقمؓ خزانے کے افسر مقرر ہوئے۔ حضرت عمرؓ عمارتوں کی تعمیر میں کفایت شعاری سے کام لیا کرتے تھے مگر آپؓ نے بیت المال کے لیے نہایت شان دار عمارتیں بنوائیں اور ان پر پہرے دار مقرر کیے۔ ایک دفعہ شدید گرم موسم میں حضرت عثمانؓ اپنے آزاد کردہ غلام کے ساتھ بطرفِ نجد 'عالیہ' وادی میں تھے کہ سامنے سے ایک شخص دو جوان اونٹوں کو ہانکتا ہوا آتا دکھائی دیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا اس شخص کو کیا ہوا ہے اگر یہ مدینے میں رہتا اور موسم ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلتا تو اس کے لیے بہتر تھا۔ جب وہ شخص قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ ہیں۔ آپؓ نے فرمایا صدقے کے اونٹوں میں سے یہ دو اونٹ پیچھے رہ گئے تھے مجھے ڈر ہوا کہ یہ دونوں کھو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ مجھ سے ان کے بارے میں پوچھے گا۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ بیت المال میں سے کچھ تقسیم کر رہے تھے کہ ان کی بیٹی آئی اور اس نے ایک درہم منہ میں ڈال لیا۔ حضرت عمرؓ نے انگلی منہ میں ڈال کر وہ درہم نکالا اور کہا اے لوگو! عمر اور اس کی آل کے لیے اتنا ہی حق ہے جتنا عام مسلمانوں کا ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰؓ بیت المال میں جھاڑو دے رہے تھے کہ انہیں ایک درہم ملا۔ اتفاق سے وہیں حضرت عمرؓ کا ایک چھوٹا بچہ گزر رہا تھا، ابوموسیٰ نے وہ درہم اس بچے کو دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے بچے کے ہاتھ میں درہم دیکھا تو بچے سے دریافت کیا اور پھر ابوموسیٰ سے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ! کیا اہلِ مدینہ میں سے اہلِ عمرؓ کے گھر سے زیادہ حقیر تر تیرے نزدیک کوئی گھر نہیں تھا۔ تُو نے چاہا کہ امّتِ محمدیہ ﷺ سے کوئی باقی نہ رہے مگر وہ ہم سے اس ظلم کا مطالبہ کرے۔

رفاہِ عام کے کاموں میں حضرت عمرؓ نے فراہمیٔ آب کے لیے نہریں کھدوائیں۔ 18؍ ہجری میں قحط پڑا تو حضرت عمرؓ کے ارشاد پر حضرت عمرو بن عاصؓ نے فسطاط سے بحیرہ قلزم تک نہر تیار کروائی جس کے ذریعے بحری جہاز مدینے کی بندرگاہ جدّہ تک پہنچ جاتے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے عوام کی سہولت کے لیے مساجد، عدالتیں، فوجی چھاؤنیاں، بیرکس، سڑکیں، پُل، مہمان سرائے اور چوکیاں بھی تعمیر کروائیں۔ متعدد نئے شہر مثلاً فسطاط، بصرہ، کوفہ وغیرہ آباد کیے گئے۔ آپؓ نے فوج کی ترتیب اور تنظیم سازی کی۔ حسبِ مراتب فوجیوں کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔ آپؓ کو فوج کی تربیت کا بہت خیال تھا چنانچہ آپؓ کا تاکیدی حکم تھا کہ ممالکِ مفتوحہ میں کوئی شخص زراعت یا تجارت کا شغل اختیار نہ کرے۔ آج کل مسلمان ملکوں میں فوجی تجارتوں میں مصروف ہیں بلکہ ایک ملک کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ کمیشن لیتے ہی افسر یہ دیکھتا ہے کہ کہاں پلاٹ الاٹ کرایا جائے۔ اس طرح ان کی سپاہیانہ صلاحیتیں کم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں سرد اور گرم ممالک پر حملہ آور ہوتے ہوئے موسم کا خیال رکھا جاتا۔ سپاہیوں کو جفاکش اور سامانِ حرب سے لیس کیا جاتا۔

اسلامی حکومت کے تحت غیر اقوام کے لوگ بھی بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے صیغۂ جنگ کو جو وسعت دی تھی اس کے لیے کسی قوم اور ملک کی تخصیص نہ تھی۔ والنٹیئر فوج میں ہزاروں مجوسی شامل تھے۔ آج پاکستان میں کہتے ہیں کہ احمدیوں کو فوج سے نکالو یہ بڑے حسّاس عہدے ہیں حالانکہ اگر تاریخ پڑھیں تو پاکستان کی خاطر سب سے زیادہ قربانیاں احمدی افسروں نے ہی دی ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں غیر اقوام کے افراد کو جنگی افسر مقرر کیا جاتا تھا۔

حضرت عمرؓ نے اشیاء کی قیمتیں ناجائز طور پر گرانے پر سختی سے پابندی لگائی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اسلام نے بھاؤ بڑھانے اور اسی طرح دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے بھاؤ گرانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ نے تعلیم کے نظام کو نہایت ترقی دی۔ ہجری کیلنڈر وضع کیا جس کا آغاز رسول خدا ﷺ کی مدینہ ہجرت سے کیا گیا۔ یہ کیلنڈر کب شروع ہوا اس کے متعلق مختلف آرا ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ 16؍ ہجری میں اس کا آغاز ہوا۔ کچھ کے نزدیک 17؍ ہجری یا 18؍ ہجری یا 21؍ ہجری میں اس کیلنڈر کا اجرا ہوا۔

اسلامی سکّوں کے متعلق عام مؤرخین کا خیال ہے کہ سب سے پہلے سکّہ عبدالملک بن مروان نے جاری کیا۔ لیکن مدینہ طیبہ کے بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اسلامی سکّے حضرت عمرؓ کے دَور میں جاری ہوئے تھے۔ ان کے اوپر الحمد للہ بعض پر محمد رسول اللہ اور بعض پر لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ کندہ تھا۔ ایک تحقیق کے مطابق سب سے پہلے اسلامی سکّے دمشق میں 17؍ ہجری میں جاری ہوئے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں جو نئی باتیں ایجاد کیں انہیں مؤرخین 'اوّلیات' کہتے ہیں۔ علّامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب 'الفاروق' میں چوالیس کے لگ بھگ 'اوّلیات' درج کر کے لکھا ہے کہ اس کے سوا اور بھی عمرؓ کی اوّلیات ہیں جن کو ہم طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چھ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔

1۔ مکرم سورِپتو ہادی سِسوُویو (SURIPTO HADI SIS-WOYO) صاحب آف انڈونیشیا: مرحوم گذشتہ ماہ 79 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کئی مرتبہ صدر جماعت رہے، دارالقضا انڈونیشیا میں بطور قاضی بھی خدمت کی توفیق ملی۔ بہت فعال داعی الی اللہ تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ آٹھ بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹے اروان حبیب اللہ صاحب بطور مبلّغ خدمات بجالا رہے ہیں۔

2۔ مکرم چودھری بشیر احمد بھٹی صاحب ابن اللہ داد صاحب بھوڑو ضلع ننکانہ صاحب: مرحوم گذشتہ ماہ 95 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، انصاف پسند، صاف گو، احمدیت اور خلافت سے والہانہ عشق رکھنے والے تھے۔ تعویذ گنڈے اور دیگر توہمات سے سخت بیزار تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ ایک بیٹے محمد افضل بھٹی صاحب مربی سلسلہ تنزانیہ ہیں جو میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے جنازے اور تدفین میں شامل نہیں ہوسکے۔

3۔ مکرم حمید اللہ خادم ملہی صاحب ابن چودھری اللہ رکھا ملہی صاحب دارالنصر غربی ربوہ: مرحوم 82 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، سادہ لوح، شریف النفس، غریب پرور، مخلص و فدائی احمدی تھے۔ ان کے ایک بیٹے واقفِ زندگی ہیں جو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں کام کر رہے ہیں۔

4۔ مکرم محمد علی خان صاحب پشاور: آپ شریف اللہ خان صاحب کے بیٹے تھے اور 89 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کے فضل سے 1/8 حصّے کے موصی تھے۔ مرحوم بڑے دعاگو، مہمان نواز، دوسروں کی مدد کرنے والے، کھرے انسان تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور سات بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔

5۔ مکرم صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب آف میری لینڈ امریکہ: آپ 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے پوتے تھے۔ پنج وقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، خلافت کے شیدائی، عاجز اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا بڑا گہرا مطالعہ تھا۔

6۔ عزیزم فیضان احمد سمیر ابن شہزاد اکبر صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ: عزیز موصوف کورونا وبا کے باعث 16 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم وقفِ نَو کی تحریک میں شامل نہایت ذہین، کم گو، شریف النفس، سنجیدہ طبع تھے۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18؍ جون 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

عمرؓ وہ جلیل القدر انسان تھا جس کے عدل اور انصاف کی مثال دنیا کے پردہ پر بہت کم پائی جاتی ہے (المصلح الموعودؓ)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سات مرحومین: مکرمہ سہیلہ محبوب صاحبہ اہلیہ فیض احمد صاحب گجراتی درویش مرحوم ناظر بیت المال، مکرم راجہ خورشید احمد منیر صاحب مربی سلسلہ، مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ، مکرم عیسیٰ موکی تلیمہ صاحب نیشنل نائب امیر تنزانیہ، مکرم شیخ مبشر احمد صاحب سپروائزر نظامت تعمیرات قادیان، مکرم سیف علی صاحب سڈنی آسٹریلیا اور مکرم مسعود احمد حیات صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

آج کل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلایا اور فرمایا مجھے عمرؓ کے متعلق بتاؤ۔ تو انہوں نے یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ اے رسول اللہؐ کے خلیفہ، اللہ کی قسم! حضرت عمرؓ آپ کی رائے سے بھی افضل ہیں سوائے اس کے کہ ان کی طبیعت میں سختی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا سختی اس لیے ہے کہ وہ مجھ میں نرمی دیکھتے ہیں۔ اگر امارت ان کے سپرد ہوگئی تو وہ اپنی بہت سی باتیں جو ان میں ہیں ان کو چھوڑ دیں گے کیونکہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ جب میں کسی شخص پر سختی کرتا ہوں تو وہ مجھے اس شخص سے راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب میں کسی شخص سے نرمی کرتا ہوں، نرمی کا سلوک کرتا ہوں تو وہ اس وقت مجھے سختی کرنے کا کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو بلایا اور ان سے حضرت عمرؓ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے دونوں اصحاب سے فرمایا۔ جو کچھ مَیں نے تم دونوں سے کہا ہے اس کا ذکر کسی اَور سے نہ کرنا اور اگر مَیں عمرؓ کو چھوڑتا ہوں تو عثمانؓ سے آگے نہیں جاتا (یعنی آپؓ کے نزدیک دونوں ایسے لوگ تھے جو خلافت کا حق ادا کرنے والے تھے) اور ان کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ تمہارے امور کے متعلق کوئی کمی نہ کریں۔ اب میری یہ خواہش ہے کہ مَیں تمہارے امور سے علیحدہ ہو جاؤں اور تمہارے اسلاف میں سے ہو جاؤں۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیماری کے دنوں میں حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے حضرت عمرؓ کو لوگوں پر خلیفہ بنا دیا ہے حالانکہ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی موجودگی میں لوگوں سے کس طرح سلوک کرتے ہیں اور اس وقت کیا حال ہو گا جب وہ تنہا ہوں گے؟ اور آپؓ اپنے رب سے ملاقات کریں گے اور آپؓ سے رعیّت کے بارے میں پوچھے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ تو انہوں نے آپؓ کو سہارا دے کر بٹھایا اور آپؓ نے کہا۔ کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ جب مَیں اپنے رب سے ملوں گا اور وہ مجھ سے پوچھے گا تو مَیں جواب دوں گا کہ مَیں نے تیرے بندوں میں سے بہترین کو تیرے بندوں پر خلیفہ بنایا ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو علیحدگی میں بلایا تا کہ وہ حضرت عمرؓ کے متعلق وصیت لکھ دیں۔ پھر فرمایا لکھو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ یہ ابوبکر بن ابو قحافہ کی وصیت مسلمانوں کے نام ہے۔ اتنا کہہ کر آپ پر غشی طاری ہوگئی اور حضرت عثمانؓ نے اپنی طرف سے لکھا کہ مَیں نے تم پر عمر بن خطابؓ کو خلیفہ مقرر کیا ہے اور مَیں نے تمہارے متعلق خیر میں کمی نہیں کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو فرمایا مجھے پڑھ کر سناؤ کیا لکھا ہوا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے سنایا تو حضرت ابوبکرؓ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم ڈر گئے کہ اگر مَیں اس بیہوشی میں وفات پا جاؤں تو کہیں لوگوں میں اختلاف نہ پیدا ہو جائے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ہاں یہی بات ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ تمہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزا عطا کرے۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۲-۲۷۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کے خلیفہ ہونے کا جو فقرہ اپنی طرف سے لکھا تھا اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ محمد بن ابراہیم بن حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو علیحدگی میں بلایا اور فرمایا لکھو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ یہ عہد نامہ ابوبکر بن ابو قحافہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے ہے اور امابعد راوی کہتے ہیں پھر آپؓ پر یعنی حضرت ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوگئی اور آپؓ بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد اس طرح جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت ابوبکرؓ ہوش میں آئے۔ جب افاقہ ہوا تو وہی باتیں ہوئیں اور حضرت عثمانؓ سے پڑھ کر سنانے کے لیے کہا۔ اس کو سن کر پھر جیسا کہ بیان ہوا ہے حضرت ابوبکرؓ نے اللہ اکبر کہا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ تمہیں اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے جو تم نے یہ فقرہ لکھ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس تحریر کو اس جگہ برقرار رکھا، کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۵۳۔ سنۃ ۱۳ھ، ذکر استخلاف عمر بن الخطاب۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو بلوایا اور ان سے فرمایا کہ مجھے خلیفہ کے لیے کسی شخص کا مشورہ دو۔ اللہ کی قسم! تم میرے نزدیک مشورے کے اہل ہو۔ اس پر انہوں نے کہا حضرت عمرؓ۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا لکھو۔ تو انہوں نے لکھا یہاں تک کہ نام تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو آپؓ نے فرمایا لکھو عمرؓ۔

پھر ایک روایت میں ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی وصیت حضرت عثمانؓ تحریر کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کا نام لکھ دیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا تم نے کیا لکھا ہے؟ انہوں نے کہا مَیں نے لکھا ہے عمرؓ۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم نے وہی لکھا جس کا مَیں نے ارادہ کیا تھا کہ تم سے کہوں گا۔ اگر تم اپنا نام بھی لکھ دیتے تو تم بھی اس کے اہل تھے۔

(سیرت عمر بن الخطاب از ابن جوزی صفحہ ۴۴-۴۵ فی ذکر عھد ابی بکر علی عمر...... المطبعۃ المصریہ الازھر)

ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ بیمار ہوئے تو آپؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور مہاجرین و انصار کے چند لوگوں کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا اب وقت آ گیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور تمہیں

حکم دینے کے لیے کوئی نہیں کھڑا۔ اگر تم چاہو تو اپنے میں سے کسی کو چن لو اور اگر تم لوگ چاہو تو مَیں تمہارے لیے چن لوں۔ انہوں نے عرض کیا بلکہ آپؓ ہمارے لیے چن لیں۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا لکھو یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر بن ابو قحافہ نے اس دنیا سے جاتے ہوئے اپنا آخری عہد کیا اور آخرت میں داخل ہوتے ہوئے اپنا پہلا عہد کیا جہاں فاجر توبہ کرے گا اور کافر ایمان لائے گا اور جھوٹا تصدیق کرے گا اور وہ عہد یہ ہے کہ وہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور مَیں خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوگئی تو حضرت عثمانؓ نے خود ہی عمر بن خطابؓ لکھ دیا۔ پھر جب حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو آپؓ نے فرمایا کیا تم نے کچھ لکھا؟ تو انہوں نے کہا جی ہاں مَیں نے لکھا ہے عمر بن خطابؓ۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اگر تم اپنا نام بھی لکھ دیتے تو تم اس کے اہل تھے۔ پس تم لکھو مَیں نے اپنے بعد عمر بن خطابؓ کو تمہارا خلیفہ مقرر کیا ہے اور مَیں تم لوگوں کے لیے ان پر راضی ہوں۔

(صحیح تاریخ الطبری جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ حاشیہ۔ ذکر استخلاف عمر بن الخطاب، دارابن کثیر دمشق ۲۰۰۷ء)

جب وصیت لکھی جاچکی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اسے لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور آپؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام کے ہاتھ خط بھیجا۔ اس وقت حضرت عمرؓ بھی اس کے ساتھ تھے۔ حضرت عمرؓ لوگوں کو کہتے خاموش ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی بات سنو کیونکہ انہوں نے تمہارے لیے خیر خواہی میں کمی نہیں کی۔ تب لوگ سکون سے بیٹھ گئے اور ان کے سامنے وصیت پڑھی گئی۔ انہوں نے اسے سنا اور اطاعت کی۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ لوگوں کی طرف مائل ہوئے اور فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو جسے مَیں نے تم پر خلیفہ مقرر کیا ہے کیونکہ مَیں نے کسی رشتہ دار کو تم پر خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ مَیں نے یقیناً تم پر عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پس اس کو سنو اور اطاعت کرو اور اللہ کی قسم! یقیناً مَیں نے اس بارے میں غور و فکر میں کمی نہیں کی۔ اس پر لوگوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ مَیں نے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر خلیفہ مقرر کیا ہے اور آپ یعنی حضرت عمرؓ کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کی۔ پھر فرمایا اے عمرؓ! یقیناً اللہ کے کچھ حقوق ہیں جو رات کے وقت ہوتے ہیں جنہیں وہ دن کے وقت میں قبول نہیں کرتا اور کچھ حقوق دن کے ہیں جنہیں وہ رات میں قبول نہیں کرتا اور یقیناً وہ اس وقت تک نوافل قبول نہیں کرتا جب تک فرائض پورے نہ کیے جائیں۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ انہی لوگوں کے ترازو بھاری ہیں جن کے حق کی پیروی کرنے اور بھاری ہونے پر قیامت کے دن ترازو بھاری ہوں گے۔ جو سچائی کی پیروی کریں گے ان کے ترازو قیامت کے دن بھاری ہوں گے۔ پھر آپؓ نے فرمایا اور ترازو کے لیے یہ بات حق ہے کہ کل کو اس میں وہی بات رکھی جائے گی جو بھاری ہوگی۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ انہی لوگوں کے ترازو ہلکے ہیں جن کے قیامت کے دن ترازو ہلکے ہوں گے۔ ان کے باطل کی پیروی اور ان کے ہلکا ہونے کی وجہ سے یعنی وہ سچائی کی پیروی نہیں کر رہے تھے اور نیکیاں نہیں بجالا رہے تھے اس لیے قیامت کے دن پھر ان کے ترازو ہلکے ہوں گے۔ اور ترازو کے لیے یہ بات حق ہے کہ جب بھی اس میں باطل رکھا جائے گا تو وہ ہلکا ہی ہوگا۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ نرمی والی آیات شدت والی آیات کے ساتھ نازل ہوئی ہیں اور شدت والی آیات نرمی والی آیات کے ساتھ تاکہ مومن رغبت رکھنے والے اور ڈرنے والے بھی ہوں۔ ایک طرف نیکی کی رغبت رکھیں اور دوسرے اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ان میں ہو اور کوئی ایسی خواہش نہ رکھیں جس کا اللہ سے تعلق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے امر سے ڈرے جو اس کے اپنے ہاتھوں سے ہو۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آگ والوں کا محض ان کے برے اعمال کی وجہ سے ذکر کیا ہے۔ پس جب تم ان کا ذکر کرو تو کہو یقیناً مَیں امید کرتا ہوں کہ مَیں ان میں سے نہیں ہوں اور اللہ نے جنت والوں کا ذکر محض ان کے نیک اعمال کی وجہ سے کیا ہے کیونکہ اللہ نے ان کی برائیوں سے درگزر کر دیا ہے۔ پس جب تم ان کا ذکر کرو تو کہو کیا میرے اعمال ان کے اعمال جیسے ہیں۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۳-۲۷۴ دارالکتب العلمیة بیروت لبنان ۲۰۰۳ء) اپنے دل سے پوچھو۔

جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ فرمانے لگے۔ ہمارے پاس مسلمانوں کا جو مال ہے اسے واپس کر دو۔ مَیں اس مال میں سے کچھ بھی لینا نہیں چاہتا۔ میری وہ زمین جو فلاں فلاں مقام پر ہے مسلمانوں کے لیے ان اموال کے عوض ہے جو مَیں نے بطور نفقہ بیت المال سے لیا تھا۔ یہ زمین، اونٹنی، تلوار صیقل کرنے والا غلام اور چادر جو پانچ درہم کی تھی سب حضرت عمرؓ کو دے دیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ سارا سامان دیکھا تو کہا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۴۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپؓ کی طبیعت میں وہ تیزی نہیں رہی جو زمانۂ جاہلیت میں تھی تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا تیزی تو وہی ہے مگر اب کفار کے مقابلے میں دکھائی جاتی ہے۔

(ماخوذ از حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 206)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے کہا تھا کہ اگر آپؓ نے اپنے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو جانشین مقرر کیا تو بڑا غضب ہو گا کیونکہ یہ بہت غصیلے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کا غصہ اسی وقت تک گرمی دکھاتا ہے جب تک کہ مَیں نہ رہوں اور جب مَیں نہ رہوں گا تو یہ خود نرم ہو جائیں گے۔‘‘

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 151)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمرؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کے متعلق آیا ہے کہ آپؓ سے کسی نے پوچھا کہ قبل از اسلام آپؓ بڑے غصہ ور تھے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ غصہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانے چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے۔‘‘ (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 487) صحیح جگہ پہ غصہ استعمال ہوتا ہے۔

جامع بن شدّاد اپنے کسی قریبی عزیز سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے خدا! مَیں ضعیف ہوں مجھے طاقتور بنا دے اور مَیں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج بنا دے اور مَیں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دے۔

حضرت عمرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جو پہلا خطاب فرمایا اس بارے میں بھی متفرق روایات ملتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ حُمَید بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے وقت جو حاضر تھا اس نے ہمیں بتایا کہ حضرت ابوبکرؓ کی تدفین سے جب حضرت عمرؓ فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ان کی قبر کی مٹی کو جھاڑا۔ پھر اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعہ سے اور مجھے تمہارے ذریعہ سے آزمایا ہے اور اس نے میرے دونوں ساتھیوں کے بعد مجھے تم پر باقی رکھا ہے۔ اللہ کی قَسم! تمہارا جو بھی معاملہ میرے سامنے پیش ہو گا تو میرے علاوہ کوئی اَور اس کو نہیں دیکھے گا اور جو معاملہ مجھ سے دُور ہو گا تو اس کے لیے مَیں قوی اور امین لوگوں کو مقرر کروں گا یعنی لوگ مقرر کیے جائیں گے جو تمہاری نگرانی کریں گے اور معاملات کو دیکھیں گے۔ اگر لوگ اچھا برتاؤ کریں گے تو مَیں بھی ان سے اچھا برتاؤ کروں گا اور اگر انہوں نے برائی کی تو مَیں انہیں سزا دوں گا۔

حسن کہتے ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ سب سے پہلا خطبہ جو حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا وہ یہ تھا۔ آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا۔ امّا بعد مجھے تم لوگوں کے ذریعہ آزمایا گیا ہے اور تم لوگ میرے ذریعہ سے آزمائے گئے ہو اور مجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے بعد تم لوگوں پہ پیچھے چھوڑ دیا گیا۔ پس جو معاملہ ہمارے سامنے ہو گا ہم اسے خود دیکھیں گے اور جو معاملہ ہم سے دور ہو گا تو ہم اس کے لیے قوی اور امین لوگ مقرر کریں گے اور جو اچھائی کرے گا ہم اس کو بھلائی میں بڑھائیں گے اور جو برائی کرے گا ہم اسے سزا دیں گے

اور اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

جامع بن شدّاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ منبر پر چڑھے تو آپؓ کا سب سے پہلا کلام یہ تھا کہ آپؓ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ شَدِیْدٌ فَلَیِّنِّیْ وَاِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ بَخِیْلٌ فَسَخِّنِیْ۔ کہ اے اللہ! مَیں سخت ہوں پس تُو مجھے نرم کر دے اور مَیں کمزور ہوں پس تُو مجھے طاقتور بنا دے اور مَیں بخیل ہوں پس تُو مجھے سخی بنا دے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۰۸۔ ذکر استخلاف عمر، دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

جامع بن شَدَّاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپؓ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ مَیں چند کلمات کہنے والا ہوں تم ان پر آمین کہو۔ یہ پہلا کلام تھا جو حضرت عمرؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد کیا۔ حُصَیْن مُرِّی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا عربوں کی مثال نکیل میں بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جو اپنے قائد کے پیچھے چلتا ہے۔ پس اس کے قائد کو چاہیے کہ وہ دیکھے کس طرف ہانک رہا ہے اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو رَبِّ کعبہ کی قَسم! مَیں انہیں ضرور سیدھے رستے پر رکھوں گا۔ (تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۳۵۵۔ سنة ۱۳ھ، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۸۷ء) جو پہلے والی روایت ہے اس میں یہ تو ہے کہ آمین کہنا لیکن تفصیل اس کی نہیں بیان ہوئی۔ یا یہی نکیل والی تفصیل ہے۔

بہرحال حضرت عمرؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد تیسرے روز ایک تفصیلی خطاب فرمایا۔ وہ یوں ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو لوگوں کے ان سے خائف ہونے کی اطلاع پہنچی تو لوگوں میں ان کے حکم سے اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہ نماز تیار ہے کی بلند آواز لگائی گئی۔ اس پر لوگ حاضر ہو گئے تو آپؓ منبر پر اس جگہ بیٹھے جہاں حضرت ابوبکرؓ اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ جب پورا اجتماع ہو گیا یعنی لوگ اکٹھے ہو گئے تو سیدھے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناان کلمات سے کی جو اس کے مناسب ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ لوگ میری تیز مزاجی سے ڈر رہے ہیں اور وہ میری تُندخوئی سے خوفزدہ ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمرؓ ہم پر سخت گیری اس زمانے میں بھی کیا کرتا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اور پھر ہم پر سختی کرتا رہا جبکہ ابوبکرؓ ہم پر حاکم تھے نہ کہ وہ، تو اب کیا حال ہو گا جبکہ امور کا پورا اختیار اسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا ہے؟ جس نے یہ کہا اس نے سچ کہا۔ بے شک مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپؐ کا غلام اور آپؐ کا خادم تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے کہ کوئی شخص آپؐ کی نرمی اور رحم دلی کی صفت تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس سے موسوم کیا اور آپؐ کو اپنے اسماء میں سے دو نام رؤوف اور رحیم عطا کیے اور مَیں ایک کھچی ہوئی تلوار تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو مجھے نیام میں کر لیں یا مجھے چھوڑ دیں تو مَیں کاٹ ڈالوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور وہ مجھ سے خوش تھے اور اللہ کا شکر ہے کہ مَیں اس بنا پر سعادت مند رہا۔ پھر لوگوں کے حاکم ابوبکرؓ ہوئے تو وہ ایسے لوگوں میں سے تھے کہ تم میں سے کوئی ان کی رقیق القلبی اور کرم اور نرم مزاجی کا منکر نہیں ہے اور مَیں ان کا خادم اور ان کا مددگار تھا۔ اپنی سختی کو ان کی نرمی کے ساتھ ملا دیتا تھا اور سونتی ہوئی تلوار بن جاتا تھا اور ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا کہ وہ مجھے نیام میں بند کر دیں یا اگر چاہیں تو مجھے چھوڑ دیں اور مَیں کاٹ ڈالوں۔ تو مَیں ان کے ساتھ اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عزوجلّ نے ان کو اس حال میں وفات دی کہ وہ مجھ سے خوش تھے۔ الحمد للہ مَیں اس بنا پر سعادت مند رہا۔

پھر اے لوگو! مَیں تمہارے امور کا والی بن گیا ہوں۔ اب سمجھ لو کہ وہ تیزی کمزور کر دی گئی لیکن وہ مسلمانوں پر ظلم و دراز دستی کرنے والوں پر ظاہر ہو گی۔ تم پر کمزور ہے لیکن دشمنوں پر تیزی ظاہر ہو گی۔ رہے وہ لوگ جو نیک خُو اور دین دار اور صاحبِ فضیلت ہیں مَیں ان کے ساتھ اس سے بھی زیادہ نرم ثابت ہوں گا جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اور مَیں کسی ایسے شخص کو نہیں پاؤں گا جو دوسرے پر ظلم و دراز دستی کرتا ہو گا مگر مَیں اس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا پاؤں اس کے دوسرے رخسار پر رکھوں گا یہاں تک کہ وہ حق کو اچھی طرح سمجھ لے یعنی بہت سختی کروں گا۔ اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر بہت سے حقوق ہیں جو مَیں تم سے ذکر کرتا ہوں تم ان پر میری گرفت کر سکتے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ مَیں اس مال میں سے جو تم پر خرچ کرنا ہے کوئی شے تم سے چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اس میں سے جو اللہ تعالیٰ غنیمتوں میں سے تمہارے لیے بھیجے بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ کے کام کے لیے روکوں۔ اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ وہ مال اپنے حق کے موقع پر خرچ ہو اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ مَیں تمہارے وظائف اور روزینے تم کو دیتا رہوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق بھی ہے کہ مَیں تم کو ہلاکت کے مقامات میں نہ ڈالوں اور جب تم لشکر میں شامل ہو کر گھر سے غائب رہو تو مَیں تمہارے بال بچوں کا باپ بنا رہوں یہاں تک کہ تم ان کے پاس واپس آ ؤ۔ مَیں اپنی یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت چاہتا ہوں۔

(ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جلد 3 صفحہ 226 تا 228 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت یہ آیت رہتی تھی کہ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا۔ یعنی جو لوگ حکومت کے قابل ہوں، جو انتظامی امور کو سنبھالنے کی اہلیت اپنے اندر رکھتے ہوں ان کو یہ امانت سپرد کیا کرو اور پھر جب یہ امانت بعض لوگوں کے سپرد ہو جاتی تھی تو شریعت کا یہ حکم ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے رہتا تھا کہ دیانت داری اور عدل کے ساتھ حکومت کرو۔ اگر تم نے عدل کو نظر انداز کر دیا، اگر تم نے دیانت داری کو ملحوظ نہ رکھا، اگر تم نے اِس امانت میں کسی خیانت سے کام لیا تو خدا تم سے حساب لے گا اور وہ تمہیں اِس جرم کی سزا دے گا۔ یہی وہ چیز تھی جس کا اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت پر اِس قدر غالب اور نمایاں تھا کہ اسے دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ جو اسلام میں خلیفہ ثانی گزرے ہیں انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے اِس قدر قربانیوں سے کام لیا ہے کہ وہ یورپین مصنف جو دن رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنی کتابوں میں نہایت ڈھٹائی کے ساتھ یہ لکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ! آپؐ نے دیانت داری سے کام نہیں لیا وہ بھی ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ذکر پر یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جس محنت اور قربانی سے اِن لوگوں نے کام کیا ہے اِس قسم کی محنت اور قربانی کی مثال دنیا کے کسی حکمران میں نظر نہیں آتی۔ خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کام کی تو وہ بے حد تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ شخص تھا جس نے رات اور دن انہماک کے ساتھ اسلام کے قوانین کی اشاعت اور مسلمانوں کی ترقی کے فرض کو سرانجام دیا مگر عمرؓ کا اپنا کیا حال تھا؟ اس کے سامنے باوجود ہزاروں کام کرنے کے، باوجود ہزاروں قربانیاں کرنے کے، باوجود ہزاروں تکالیف برداشت کرنے کے یہ آیت رہتی تھی کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا اور یہ کہ وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ یعنی جب تمہیں خدا کی طرف سے کسی کے کام پر مقرر کیا جاوے اور تمہارے ملک کے لوگ اور تمہارے اپنے بھائی حکومت کے لئے تمہارا انتخاب کریں تو تمہارا فرض ہے کہ تم عدل کے ساتھ کام کرو اور اپنی تمام قوتوں کو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کر دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا یہ واقعہ کیسا دردناک ہے کہ وفات کے قریب جبکہ آپؓ کو ظالم سمجھتے ہوئے ایک شخص نے نادانی اور جہالت سے خنجر سے آپؓ پر وار کیا اور آپؓ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو آپؓ بستر پر نہایت کرب سے تڑپتے تھے اور بار بار کہتے تھے اَللّٰھُمَّ لَا عَلَیَّ وَلَا لِیْ۔ اَللّٰھُمَّ لَا عَلَیَّ وَلَا لِیْ اے خدا! تُو نے مجھ کو اس حکومت پر قائم کیا تھا اور ایک امانت تُو نے میرے سپرد کی تھی۔ مَیں نہیں جانتا کہ مَیں نے اس حکومت کا حق ادا کر دیا ہے یا نہیں۔ اب میری موت کا وقت قریب ہے اور مَیں دنیا کو چھوڑ کر تیرے پاس آنے والا ہوں۔ اے میرے رب! مَیں تجھ سے اپنے اعمال کے بدلہ میں کسی اچھے اجر کا طالب نہیں، کسی انعام کا خواہش مند نہیں بلکہ اے میرے رب! مَیں صرف اِس بات کا طالب ہوں کہ تُو مجھ پر رحم کر کے مجھے معاف فرما دے اور اگر اِس ذمہ داری کی ادائیگی میں مجھ سے کوئی قصور ہو گیا ہو تو اس سے درگزر فرما دے۔ عمرؓ وہ جلیل القدر انسان تھا جس کے عدل اور انصاف کی مثال دنیا کے پردہ پر

بہت کم پائی جاتی ہے مگر اس حکم کے ماتحت کہ وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ۔جب وہ مرتا ہے تو ایسی بے چینی اور ایسے اضطراب کی حالت میں مرتا ہے کہ اسے وہ تمام خدمات جو اس نے ملک کی بہتری کے لئے کیں، وہ تمام خدمات جو اس نے لوگوں کی بہتری کے لئے کیں، وہ تمام خدمات جو اس نے اسلام کی ترقی کے لئے کیں بالکل حقیر نظر آتی ہیں۔ وہ تمام خدمات جو اس کے ملک کے تمام مسلمانوں کو اچھی نظر آتی تھیں، وہ تمام خدمات جو اس کے ملک کی غیر اقوام کو بھی اچھی نظر آتی تھیں، وہ تمام خدمات جو صرف اس کے ملک کے اپنوں اور غیروں کو ہی نہیں بلکہ غیر ممالک کے لوگوں کو بھی اچھی نظر آتی تھیں، وہ تمام خدمات جو نہ صرف اس کے زمانہ میں ہی لوگوں کو اچھی نظر آتی تھیں بلکہ آج تیرہ سو سال گزرنے کے بعد بھی وہ لوگ جو اس کے آقا پر حملہ کرنے سے نہیں چوکتے جب عمرؓ کی خدمات کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں بے شک عمرؓ اپنے کارناموں میں ایک بے مثال شخص تھا۔ وہ تمام خدمات خود عمرؓ کی نگاہ میں بالکل حقیر ہو جاتی ہیں اور وہ تڑپتے ہوئے کہتا ہے اَللّٰھُمَّ لَا عَلَیَّ وَلَا لِیۡ۔ اے میرے رب! ایک امانت میرے سپرد کی گئی تھی۔ مَیں نہیں جانتا کہ مَیں نے اس کے حقوق کو ادا بھی کیا ہے یا نہیں۔ اِس لئے مَیں تجھ سے اتنی ہی درخواست کرتا ہوں کہ تُو میرے قصوروں کو معاف فرمادے اور مجھے سزا سے محفوظ رکھ۔‘‘

(اسلام کا اقتصادی نظام۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 11 تا 13)

پھر اپنی ایک تقریر ’’دنیا کا محسن‘‘ میں حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ وہ انسان تھے جن کے متعلق‘‘ ویسے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھا۔ ’’عیسائی مؤرخ بھی لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایسی حکومت کی جو دنیا میں اَور کسی نے نہیں کی۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہیں۔ ایسا شخص ہر وقت کی صحبت میں رہنے والا مرتے وقت یہ حسرت رکھتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں اسے جگہ مل جائے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی کہ آپؐ خدا کی رضا کے لئے کام نہیں کرتے تو کیا حضرت عمرؓ جیسا انسان اس درجہ کو پہنچ کر کبھی یہ خواہش کرتا کہ آپؐ کے قدموں میں جگہ پائے۔‘‘

(دنیا کا محسن۔ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 262)

حضرت مصلح موعودؓ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی وجہ تھی اور آپؐ کی تربیت تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ میں یہ انصاف کے کام تھے اور یہ خوفِ خدا تھا۔

حضرت عمرؓ کی اہلِ بیت سے عقیدت کا کیا اظہار تھا؟ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’حضرت عائشہؓ دیر تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا تو وہاں سے آٹا پیسنے والی ہوائی چکیاں لائی گئیں۔ جن میں باریک آٹا پیسا جانے لگا۔ جب سب سے پہلی چکی مدینہ میں لگی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ پہلا پسا ہوا باریک آٹا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا جائے۔ چنانچہ آپؓ کے حکم کے مطابق وہ باریک میدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا گیا اور ان کی خادمہ نے اس آٹے کے باریک باریک پھلکے تیار کیے۔ مدینہ کی عورتیں جنہوں نے پہلے کبھی ایسا آٹا نہیں دیکھا تھا وہ ہجوم کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہو گئیں کہ آؤ ہم دیکھیں وہ آٹا کیسا ہے اور اس کی روٹی کیسی تیار ہوتی ہے؟ سارا صحن عورتوں سے بھرا ہوا تھا اور سب اِس انتظار میں تھے کہ اس آٹے کی روٹی تیار ہو تو وہ اسے دیکھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ عورتوں کو خطاب کر رہے تھے۔ ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم خیال کرتی ہو گی کہ شاید وہ کوئی عجیب قسم کا آٹا ہو گا۔ وہ عجیب قسم کا آٹا نہیں تھا بلکہ اس سے بھی ادنیٰ آٹا تھا جو تم روزانہ کھاتی ہو بلکہ اس سے بھی ادنیٰ آٹا تھا۔ آج جو آٹا تم میں سے ایک غریب سے غریب عورت کھاتی ہے اس سے بھی وہ ادنیٰ تھا۔ مگر مدینہ میں جس قسم کے آٹے ہوتے تھے ان سے وہ بہت اعلیٰ تھا۔ بہرحال آٹے کے پھلکے تیار ہوئے۔ عورتوں نے ان کو دیکھا اور وہ حیران رہ گئیں۔ وہ وفورِ شوق میں اپنی انگلیاں ان پھلکوں کو لگاتیں اور بے ساختہ کہتیں۔ اُف کیسا نرم پھلکا ہے۔ کیا اِس سے اچھا آٹا بھی دنیا میں ہو سکتا ہے؟

روٹی تو پک گئی لیکن یہاں سے حضرت عائشہؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی کہانی شروع ہوتی ہے اور آپؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا جذبات تھے۔ حضرت عائشہؓ نے پھلکے میں سے، اس چھوٹی سی روٹی میں سے ایک لقمہ توڑا اور منہ میں ڈالا۔ وہ ساری کی ساری عورتیں جو وہاں کھڑی تھیں اِس شوق سے حضرت عائشہؓ کا منہ دیکھنے لگیں کہ اِس کے کھانے سے حضرت عائشہؓ کی عجیب حالت ہو گی۔ نرم پھلکا ہے کھا کے وہ مزہ لیں گی۔ وہ خوشی کا اظہار کریں گی اور خاص قسم کی لذت اِس سے محسوس کریں گی۔ مگر حضرت عائشہؓ کے منہ میں وہ لقمہ گیا تو جس طرح کسی نے گلا بند کر دیا ہو۔ وہ لقمہ ان کے منہ میں ہی پڑا رہ گیا اور ان کی آنکھوں میں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ عورتوں نے کہا۔ بی بی آٹا تو بڑا ہی اچھا ہے۔ روٹی اِتنی نرم ہے کہ اِس کی کوئی حد ہی نہیں۔ آپؓ کو کیا ہو گیا ہے کہ اسے نگل ہی نہیں سکیں اور رونے لگ گئیں؟ کیا اِس آٹے میں کوئی نقص ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آٹے میں نقص نہیں۔ مَیں مانتی ہوں کہ یہ بڑا ہی نرم پھلکا ہے اور ایسی چیز پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھی مگر میری آنکھوں سے اِس لیے آنسو نہیں بہے کہ اِس آٹے میں کوئی نقص ہے بلکہ مجھے وہ دن یاد آ گئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں سے گزر رہے تھے۔ آپؐ ضعیف ہو گئے تھے اور سخت غذا نہیں کھا سکتے تھے مگر ان دنوں میں بھی ہم پتھروں سے گندم کچل کر اور اس کی روٹیاں پکا پکا کر آپؐ کو دیتے تھے۔ پھر آپؓ نے فرمایا۔ وہ جس کے طفیل ہم کو یہ نعمتیں ملیں وہ تو اِن نعمتوں سے محروم چلا گیا لیکن ہم جنہیں اس کے طفیل سے یہ سب عزتیں مل رہی ہیں ہم وہ نعمتیں استعمال کر رہے ہیں۔ یہ کہا اور لقمہ تھوک دیا اور فرمایا۔ اٹھا لے جاؤ یہ پھلکے میرے سامنے سے۔ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آ کر گلے میں پھندا پڑتا ہے اور مَیں یہ پھلکا نہیں کھا سکتی۔

(ماخوذ از آئندہ وہی قومیں عزت پائیں گی جو مالی وجانی قربانیوں میں حصہ لیں گی۔ انوار العلوم جلد 21 صفحہ 155-156)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدائن کو فتح کیا۔ (مدائن کسریٰ کی تخت گاہ تھا) تو آپؓ نے ان کو مسجد میں چمڑے کی چٹائی بچھانے کا حکم دیا اور اموالِ غنیمت کے بارے میں حکم دیا جو اس چٹائی پر انڈیل دیے گئے۔ پھر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہوئے تو سب سے پہلے جس نے آپؓ سے مالِ غنیمت لینے کی ابتدا کی وہ حضرت حسن بن علیؓ تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! جو مال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے اس میں سے میرا حق مجھے عطا فرمائیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو کہا بڑی خوشی سے اور عزت سے اور ان کو ایک ہزار درہم دینے کا حکم فرمایا۔ پھر وہ یعنی حسنؓ چلے گئے اور حسین بن علیؓ آپ کی طرف آگے بڑھے اور عرض کیا اے امیر المومنین! جو مال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا اس میں سے میرا حق مجھے عطا فرمائیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو کہا بڑی خوشی سے اور عزت کے ساتھ اور ان کو ایک ہزار درہم دینے کا حکم فرمایا۔ پھر آپؓ کے بیٹے یعنی حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ آپ کی طرف آگے بڑھے اور عرض کیا اے امیر المومنین! جو مال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے اس میں سے میرا حق مجھے عطا فرمائیں۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کو کہا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور انہیں پانچ سو درہم دینے کا حکم فرمایا۔ اس پر عبداللہ بن عمرؓ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! مَیں ایک طاقتور مرد ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلوار چلایا کرتا تھا اور حَسن اور حُسین اس وقت بچے تھے جو مدینہ کی گلیوں میں پھرا کرتے تھے۔ آپؓ نے ان دونوں کو ایک ایک ہزار درہم دیے ہیں اور مجھے پانچ سو۔ آپؓ نے فرمایا: ہاں! جاؤ اور میرے پاس ایسا باپ لے کے آؤ جیسا ان دونوں کا باپ ہے اور ماں جو اِن دونوں کی ماں کے جیسی ہو اور نانا جو اِن دونوں کے نانا جیسا ہو اور نانی جو اِن دونوں کی نانی جیسی ہو اور چچا جو ان دونوں کے چچا جیسا ہو اور ماموں جو اِن دونوں کے ماموؤں جیسا ہو اور خالہ جو ان دونوں کی خالہ جیسی ہو اور یقیناً تُو میرے پاس نہیں لا سکے گا۔

(ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جلد 3 صفحہ 292-293 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(فرہنگ سیرت صفحہ 264 زوار اکیڈمی کراچی 2004ء)

ابو جعفر سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب ارادہ کیا کہ لوگوں کے لیے وظیفے مقرر کر دیں اور آپؓ کی رائے سب لوگوں کی رائے سے بہتر تھی تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپؓ اپنی ذات سے شروع کریں۔ آپؓ نے فرمایا نہیں۔ چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریبی رشتہ دار سے شروع کیا۔ آپؓ نے پہلے حضرت عباسؓ کا اور پھر حضرت علیؓ کا حصہ مقرر کیا۔

(ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جلد 3 صفحہ 241 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عمر بن خطابؓ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی عزت کرتے تھے اور ان کو سوار کرتے اور ان دونوں کو عطا کرتے تھے جیسے ان کے والد کو عطا کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ یمن سے کچھ حُلّے یعنی کپڑوں کے جوڑے آئے تو آپؓ نے انہیں صحابہ کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا اور ان دونوں کو ان میں سے کچھ نہ دیا اور فرمایا: ان میں ان دونوں کے لائق کوئی چیز نہیں۔ پھر آپؓ نے یمن کے نائب کو پیغام بھیجا تو اس نے ان دونوں کے مناسب حال حُلّے بنوائے۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ جزء ۸ باب فضل ذکر فی شیء من فضائلہ صفحہ ۲۱۴-۲۱۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۲۰۰۱ء)

یہ ذکر ان شاء اللہ آئندہ بھی چلے گا اس وقت میں بعض مرحومین کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ نماز کے بعد نمازِ جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔

ان میں سے پہلا ذکر ہے سہیلہ محبوب صاحبہ اہلیہ فیض احمد صاحب گجراتی درویش مرحوم جو ناظر بیت المال تھے۔ سہیلہ صاحبہ کی نوّے سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ یہ بِہار کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے والد احمدی نہیں تھے لیکن ان کی والدہ اپنے والد کی بیعت کے بعد خود مطالعہ کر کے احمدیت میں شامل ہوئیں اور تین چار سال تک اپنے خاوند کی بے رخی سے بہت تکلیف بھی اٹھائی لیکن احمدیت پر ثابت قدم رہیں۔ ان کے خاوند احمدی تو نہیں ہوئے لیکن بعد میں مخالفت ترک کر دی اور بیٹیوں کے رشتے بھی احمدی گھرانوں میں ہوئے۔ اس طرح سہیلہ صاحبہ کا بھی رشتہ احمدیوں میں ہوا۔ 1958ء میں مرحومہ کی والدہ اپنی بیٹی سہیلہ محبوب کے ساتھ پہلی بار قادیان آئیں۔ سہیلہ محبوب صاحبہ کہتی ہیں ان کو قادیان کی بستی سے بہت اُنس ہو گیا۔ بہت دعائیں کیں کہ کسی طرح وہ قادیان میں ہی آباد ہو جائیں۔ بہرحال انہوں نے زندگی وقف کی۔ اس وقت ناظر خدمت درویشاں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تھے۔ اس لیے انہوں نے زندگی وقف کے خط کے جواب میں ان کو لکھا کہ مجھے آپ کے وقف کا علم ہوا ہے اور آپ کا یہ اقدام بڑی قدر کے قابل ہے۔ وقف کے ماتحت آپ کا اولین فرض ہے کہ دین کا علم سیکھیں۔ اپنے اعمال کو اسلام اور احمدیت کے مطابق بنائیں تا کہ بہترین نمونہ قائم ہو۔ چنانچہ 1964ء میں یہ بہرحال وقف ہوئیں۔ 1964ء میں مرحومہ کی شادی چودھری عبداللہ صاحب درویش سے ہوئی۔ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی لیکن کچھ دیر بعد علیحدگی ہو گئی۔ پھر ان کی دوسری شادی چودھری فیض احمد صاحب گجراتی درویش سے ہوئی۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ بچپن میں فوت ہو گیا۔ مرحومہ کو ریٹائرمنٹ تک تقریباً تیس سال نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں بطور ہیڈ مسٹرس خدمت کا موقع ملا۔

دوسرا ذکر راجہ خورشید احمد منیر صاحب مربی سلسلہ کا ہے جو آج کل آسٹریلیا میں تھے وہاں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کو لمبا عرصہ پاکستان اور آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق ملی۔ ایک نڈر مربی سلسلہ تھے۔ آزاد کشمیر میں خدمت کے دوران آپ کو بہت مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ 74ء کے پُرآشوب حالات کے دوران بڑی بہادری سے مخالفت کا سامنا کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک میٹنگ میں آپ کے بارے میں یہ فرمایا کہ وہاں ہمارا ایک بہادر مربی ہے۔ ''بہادر مربی'' کے لقب سے نوازا۔ راجہ خورشید احمد منیر صاحب نے راولپنڈی میں اپنا ایک گھر بھی خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں جماعت کو بطور عطیہ دیا اور انہوں نے ان کے عطیے کو قبول فرمایا۔

راجہ صاحب تقسیم پاک و ہند کے بعد احمد نگر چلے گئے تھے۔ جامعہ احمدیہ کا جہاں قیام عمل میں آیا تھا وہاں یہ پڑھتے رہے۔ اخراجات پورے کرنے کے لیے انہوں نے کمرے میں ہی ایک چھوٹی سی دکان کھول لی۔ پھر 1948ء میں فرقان بٹالین میں بھی شامل ہوئے۔ 49ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور جامعہ کی شاہد کی پہلی کلاس سے امتحان پاس کرنے کے بعد مربی سلسلہ کی حیثیت سے پاکستان کے مختلف مقامات اور کشمیر میں دینی خدمات انجام دیں۔ 1974ء میں ان کے گھر پر حملہ ہوا لیکن آپ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور ہجوم کے پتھراؤ سے زخمی بھی ہوئے لیکن بہرحال سب گھر والے محفوظ رہے۔ آپ ہمیشہ ثابت قدمی کی تلقین کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی جماعتوں پر ایسے ابتلا آتے ہیں، امتحانات آتے ہیں۔ اور ان حالات میں بھی بڑی جرأت کے ساتھ جماعتوں کا دورہ کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے گھروں میں جایا کرتے تھے اور کئی دفعہ ایسا ہوا کہ اس دورے کے دوران جہاں لوگوں کو، جماعت کے افراد کو ملنے جاتے تھے لوگوں نے ان کو پکڑا اور مارا لیکن کبھی انہوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔ ان کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ آج کل آسٹریلیا میں تھے۔ وہیں ان کی وفات ہوئی ہے۔

اگلا ذکر ضمیر احمد ندیم صاحب کا ہے۔ چھپن سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کو کینسر کی تکلیف تھی۔ ان کے پڑدادا رحیم بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے 1897ء میں ان کے خاندان میں احمدیت آئی اور جب ان کے پڑدادا نے سنا کہ امام مہدی آ گئے ہیں تو اپنے گاؤں شکارپور ماچھیاں، یہ ضلع گورداسپور میں گاؤں تھا، وہاں سے قادیان جلسہ میں شرکت کے لیے گئے اور بیعت کر لی۔ پھر اپنے ایک عزیز مہردین صاحب کو بتایا وہ بھی گئے انہوں نے بھی بیعت کر لی اور پھر ان کی تبلیغ سے تقریباً پورا گاؤں ہی احمدی ہو گیا۔

ضمیر صاحب نے جامعہ پاس کرنے کے بعد اصلاح و ارشاد مقامی کے تحت کچھ عرصہ میدانِ عمل میں کام کیا۔ پھر دفتر منصوبہ بندی کمیٹی میں ان کی تقرری ہوئی۔ پھر نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے تحت خدمت کی توفیق ملی۔ 2005ء سے وفات تک یہ معاون ناظر وصیت شعبہ استقبالیہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹے اور بیٹی سے نوازا۔ ان کے بیٹے بھی مربی سلسلہ ہیں۔ تعلقات بھی ان کو خوب بنانے آتے تھے۔ باسکٹ بال کے کھلاڑی بھی اچھے تھے۔ اس وجہ سے تعلقات ہوتے تھے اور پھر جماعت کے لیے اس تعلق کا استعمال بھی کرتے تھے، فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ تہجد گزار تھے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل بہت زیادہ تھا۔ مشکل وقت میں فوراً دو نفل پڑھنا اور خلیفہ وقت کو خط لکھنا ان کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی دعاؤں اور نوافل کو اللہ تعالیٰ قبول بھی فرماتا تھا۔

اگلا ذکر مکرم عیسیٰ مواکی تلیمہ (Issa Mwaki Talima) صاحب کا ہے۔ یہ تنزانیہ کے ہیں۔ گزشتہ دنوں میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ انیس سال کی عمر میں ارد گرد کے ماحول کی وجہ سے مذہبی گفتگو میں دلچسپی پیدا ہوئی اور اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ چند سال بعد جماعت کے عقائد سے تعارف ہوا اور تحقیق کرنے کے بعد 1992ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ بیعت کے بعد مرحوم کے اندر ایک پاکیزہ تبدیلی پیدا ہوئی جو ان کے قریبیوں کو بھی واضح طور پر محسوس ہوتی تھی اور ان کی اس پاک تبدیلی کو دیکھ کر ان کی اہلیہ نے بھی بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد مرحوم نے اپنے دینی علم کو بڑھانے کے لیے بہت محنت کی۔ اپنے کام کے دوران بھی اسلام احمدیت کی تبلیغ کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ متعدد مرتبہ اظہار کیا کہ خدا کی راہ میں دینے سے کاروبار اور مال میں برکت پڑتی ہے۔ ان کا کاروبار تھا۔ بہت ہی ملنسار خوش اخلاق اور عاجز انسان تھے۔ واقفین زندگی، جماعتی عہدیداران اور کارکنان سے بہت عزت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیویاں اور دس بچے شامل ہیں۔

امیر و مشنری انچارج تنزانیہ لکھتے ہیں کہ مرحوم کو دارالسلام کا ریجنل پریذیڈنٹ مقرر کیا گیا۔ ان کی

طبیعت میں سادگی نمایاں تھی جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتے تھے۔ خاموش خدمت کرنے والے بزرگ تھے۔ پھر یہ نائب امیر تنزانیہ مقرر ہوئے اور اس کام میں بھی بڑے اعلیٰ رنگ میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔ بہت ہی صائب الرائے بزرگ تھے۔ ہمیشہ جماعتی نظام کی عزت و وقار کا خیال رکھا کرتے تھے۔ احمدیوں کو آپس میں باہمی رواداری کے ساتھ رہنے اور خلافت احمدیہ سے وابستہ ہو جانے کی ہمیشہ تلقین کرتے رہتے تھے۔ جماعتی کارکنان کی ذاتی ضروریات کا بھی خیال رکھا کرتے تھے۔ ہر ممکن تعاون کی کوشش کرتے تھے بلکہ کارکنان کو صبح اپنے کام پہ جاتے ہوئے اپنی گاڑی میں لے کے دفتر آتے تھے تا کہ بسوں میں آتے ہوئے ان کا وقت ضائع نہ ہو۔ اپنے گھر میں ایک کمرہ نماز سینٹر کے طور پر بنایا ہوا تھا جہاں نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔موصیان کو حصہ جائیداد کی ادائیگی کے لیے جب تحریک کی گئی تو انہوں نے سب سے پہلے اپنی دو قیمتی جائیدادوں کی تشخیص کروائی اور حصہ جائیداد کی ادائیگی کر دی۔

اگلا ذکر مکرم شیخ مبشر احمد صاحب سپر وائزر نظامت تعمیرات قادیان کا ہے جو شیخ اسرار احمد صاحب کیرنگ اوڈیشہ انڈیا کے بیٹے تھے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں میں کورونا کی وجہ سے وفات ہوئی۔ ان کی عمر تینتیس سال تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ پرانے احمدی خاندان میں سے ان کا خاندان ہے۔ نہایت بااخلاق نمازی اور خدمت دین کے لیے تیار رہنے والے خادم سلسلہ تھے۔ بچپن سے ہی مسجد کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ آٹھ سالوں سے مرحوم نظامت تعمیرات قادیان میں بہت خوش اسلوبی سے بطور سپر وائزر خدمت بجالا رہے تھے اور بڑی سنجیدگی سے کام کرنے والے تھے۔ گہرائی میں جاکر اپنے کام کو دیکھتے تھے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ والدین دو بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔

اگلا ذکر مکرم سیف علی شاہد صاحب کا ہے جن کی سڈنی میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے ننھیال کی طرف سے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چودھری محمد علی صاحب تھے اور چودھری گامے خان صاحب تھے جن کے یہ نواسے اور پڑنواسے تھے۔ حیدر علی ظفر صاحب ان کے بھائی ہیں جو مبلغ سلسلہ جرمنی ہیں اور آج کل نائب امیر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ 1961ء میں یہ میٹرک کر کے حیدر آباد میں ملازم ہو گئے۔ پھر اس کے بعد ہم دو بھائیوں کی تعلیم کا خرچ بھی اٹھاتے رہتے تھے۔ ہمارے اخراجات پورے کرتے تھے اور والدین کی بھی بڑی بے لوث ہو کے انہوں نے خدمت کی۔ نہایت ملنسار، نرم گو اور عاجز انسان تھے۔ بچوں سے شفقت اور نوجوانوں سے محبت سے پیش آتے تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے بے انتہا محبت اور اطاعت کا تعلق تھا۔ ہمیشہ اپنے بچوں کو بھی خلافت سے محبت اور اطاعت کا درس دیا۔ عہدیداروں کی بہت عزت کرتے تھے۔ کسی بھی عہدے دار کے خلاف کبھی کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ بہت ہی دعا گو انسان تھے۔ نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ نمازوں کو سنوار کر ادا کرنے والے تھے۔ پاکستان میں جب یہ تھے تو بطور سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف جدید ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ پھر میر پور خاص میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کو صدر جماعت مقرر فرمایا اور امارت کے قیام تک یہ وہاں صدر جماعت رہے۔ ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی شہادت کے بعد ان کو امیر مقامی اور امیر ضلع کی خدمت کی بھی توفیق ملی اور آسٹریلیا روانگی تک آپ وہاں امیر ضلع میر پور خاص رہے۔ ذیلی تنظیموں میں بھی ان کو کافی خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح آسٹریلیا میں قضا بورڈ کے ممبر تھے۔ نائب صدر اول انصار اللہ تھے اور اسی طرح جماعت میں 2016ء سے سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ دو بیٹے بھی ان کی زندگی میں فوت ہوئے اور بڑے صبر سے انہوں نے ان کے صدمے کو برداشت کیا۔ بہرحال پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ان کے چار بیٹے شامل ہیں۔

اگلا ذکر مکرم مسعود احمد حیات صاحب ابن رشید احمد حیات صاحب کا ہے جن کی اسّی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے خاندان میں بھی احمدیت ان کے دادا حضرت بابو عمر حیات صاحب ابن چودھری پیر بخش صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی۔ عمر حیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ چودہ سال کی عمر میں 1898ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ پہلے فوج میں ملازمت کی پھر وہ کینیا چلے گئے۔ مسعود حیات صاحب 1967ء میں کینیا سے یوکے آ گئے اور پھر یہیں مستقل رہائش ہو گئی۔ نہایت نفیس طبع، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز، شفیق انسان تھے۔ دو مرتبہ ان کو حج کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ مختلف ممالک کے دورہ جات میں ڈرائیونگ اور سیکیورٹی کی خدمت سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ 1983ء میں جب بیت الاحد مسجد والتھم سٹو (Walthamstow) میں خریدی گئی تو اس میں سب سے زیادہ حصہ مرحوم اور ان کی اہلیہ طاہرہ حیات صاحبہ مرحومہ کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر مالی لحاظ سے خاص فضل فرمایا ہوا تھا اور اس مال کا بہت حصہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ بھی کیا کرتے تھے۔ جب ریڈ برج (Redbridge) ایسٹ لندن کی جماعت الگ ہوئی تو اس جماعت کے پاس اپنی کوئی مسجد نہیں تھی۔ جب ان کو علم ہوا تو آپ نے اپنے گھر کا ایک حصہ جماعت کے لیے وقف کر دیا۔ جہاں تین سال تک جماعت سینٹر قائم رہا اور جماعت کے مختلف کام بھی وہاں ہوتے تھے۔ ان کے دو بیٹے ہیں۔ پہلی اہلیہ تو فوت ہو گئی تھیں۔ اہلیہ ثانی ہیں اور دو بیٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی احمدیت کے ساتھ جوڑے رکھے اور آگے نسلوں کے حق میں ان بزرگوں کی دعائیں بھی قبول ہوں۔ نماز کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا نمازِ جنازہ پڑھاؤں گا۔

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

از صفحہ 1

سے بندہ سمجھ نہیں سکتا۔ کیونکہ الفاظ واضح نہیں ہوتے اس کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے اور اس کی تاویل یا تشریح کچھ اور ہو رہی ہوتی ہے۔ یہ دعا حضرت نوحؑ کی ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سمجھنے میں غلطی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اہل کو بچانے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب حضرت نوحؑ نے بیٹے کو ڈوبتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ اے اللہ میاں! میرا بیٹا تو میرے اہل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں مجھے سب پتہ ہے کہ کون اہل میں ہے اور کون نہیں اور اس کی تعریف کیا ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں نہ موجودہ حالت میں ایمان ہے اور نہ اس کی آئندہ ایمانی حالت ہونی ہے اس لئے وہ تیرے اہل میں شمار نہیں ہو سکتا اس لئے یہ دعا نہ مانگ۔ پس یہ جواب سن کے حضرت نوحؑ نے نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش اور اس کا رحم مانگا۔ تو یہ واقعہ اور دعا سکھا کر ہمیں بھی توجہ دلائی ہے کہ تمہارے ساتھ زندگی میں ایسے واقعات پیش آسکتے ہیں۔ پس کبھی شکوہ نہ کرنا۔ جس طرح میرے اس نیک بندے نے فوراً اللہ کے پیغام کو سمجھتے ہوئے استغفار کی، اگر کبھی کسی قسم کا امتحان یا ابتلاء آئے تو شکوے کی بجائے استغفار کرو، اس کا رحم مانگو۔ تمہارا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل کرو، صدقہ دو اور دعا کرو اور پھر اللہ تعالیٰ پر معاملہ چھوڑو اور پھر یہ دعا بھی ساتھ کرتے رہو کہ اے اللہ مَیں تیرے سامنے فضول سوال کرنے کی بجائے ہمیشہ تیری رضا پر راضی رہنے والا بنوں۔ کیونکہ یہ حالت اللہ کے فضل سے ملتی ہے اس لئے فضول سوالوں سے بچنے کی بڑی ضروری دعا ہے تا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کی نظر اپنے بندے پر پڑتی رہے اور بندہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے۔ ورنہ یہ شکوے اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے ہوتے ہیں اور آخر کار بندے کو نقصان پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ کا تو کچھ نہیں جاتا۔ اس لئے ایسی حالت میں خاص طور پر جب انتہائی مایوسی اور صدمے کی حالت ہو اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ جھکنا چاہئے تا کہ ہر قسم کے شرک سے، انتشار ذہن سے بندہ محفوظ رہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 اکتوبر 2006ء۔ بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خط

مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب، سسکاٹون کینیڈا سے لکھتی ہیں:

مورخہ 2 جولائی کے روزنامہ الفضل میں آپ کا اداریہ ’’ہمارے شفیق اساتذہ‘‘ پڑھا جس سے خاکسار نے بڑا حظ اٹھایا۔ آپ کے ایسے اساتذہ کرام جو ابھی بفضل اللہ تعالیٰ بقیدِ حیات ہیں ان میں سے مکرم ومحترم قاری محمد عاشق صاحب میرے بھی استاد ہیں۔ خاکسار جب جامعہ نصرت ڈگری کالج ربوہ میں زیرِ تعلیم تھی اسی دوران ان سے قرآنِ کریم کی قراءت اور ترتیل سیکھنے کا موقعہ ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے نافع النّاس وجود کی صحت اور عمر میں فوق العادت برکت عطا فرمائے۔ آمین

تاثرات

☆مکرم ڈاکٹر نصیر احمد طاہر۔ ویلز برطانیہ سے لکھتے ہیں۔

اب تو الفضل کا ایسا انتظار رہنے لگا ہے کہ رات نیند نہیں آتی جب تک بارہ بج کر دو، تین منٹ پر الفضل روحانی مائدہ لئے لانچ نہیں کر جاتا۔ فوری پڑھتا اور 35 سے زائد گروپس اور بعض ذاتی تعلق رکھنے والوں عزیز دوستوں کو بھجواتا ہوں۔ الفضل بہت خوبصورت اور علمی اخبار ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقیات دیتا چلا جائے۔ آمین

☆مکرمہ زاہدہ نورین نینا، کینیڈا سے لکھتی ہیں:

تین جولائی کا الفضل پڑھا۔ الحمد اللہ ہمیشہ کی طرح اپنی مثال آپ ہے۔

اداریہ ’’ماں کی جائے نماز‘‘ اور مضمون ’’تبدیلی اندر سے پیدا ہوتی ہے‘‘ نے سوچ کے نئے در کھولے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو الفضل کی برکات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

درخواستِ دعا

مکرم محمد زاہد جرمنی سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خاکسار اللہ تعالی کے فضل سے باقاعدگی کے ساتھ الفضل کا مطالعہ کرتا ہے مجھے چھوٹی مگر سبق آموز بات بہت پسند ہے خاکسار کو ربوہ میں دفتر الفضل میں بطور کارکن خدمت کا موقع ملا ہے اس وقت جرمنی میں مقیم ہوں۔ خاکسار اپنے لئے درخواست دُعا کرتا ہے گذشتہ تقریباً دو ماہ سے بوجہ پٹھوں میں درد سے بیمار ہوں اور اس وقت ہسپتال میں داخل ہوں احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالی مجھے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

حضرت ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں پر مطلع نہ کروں؟ آپ نے تین دفعہ یہ الفاظ دوہرائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہﷺ! آپ ضرور مطلع فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

توسنو! سب سے بڑا گناہ خدا تعالیٰ کا شرک ہے اور دوسرے نمبر پر سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے اور پھر اچھی طرح سن لو کہ اس کے بعد سب سے بڑا گناہ جھوٹ بولنا ہے۔

(بخاری)

اس ایک حدیث میں تین ایسے بڑے گناہوں کا ذکر ہے جنہیں آج کی مادی دنیا میں بظاہر چھوٹی باتیں سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

درخواستِ دُعا

مکرم محمد ادریس چوہدری فرانس سے لکھتے ہیں:

خاکسار کے بیٹے مکرم عطاء العلیم پر کسی شخص نے ان کے دفتر میں چاقو سے وار کر کے زخمی کر دیا ہے۔ زخم کا گھاؤ بہت گہرا ہے اور اس وقت ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ قارئین سے مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلانِ وفات

مکرم محمد انور ندیم ملتان پاکستان سے لکھتے ہیں:

خاکسار کے چچا مکرم حافظ محمد اکرم صاحب 13 مئی کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں وفات پا گئے تھے۔ آپ نماز روزہ کے پابند اور تہجد گزار مخلص احمدی تھے۔ آپ نے ساری زندگی جماعتی خدمت میں گزاری۔ جماعت فیصل آباد کا ہر فرد اور سلسلہ کے اکثر بزرگ ان کو جانتے ہیں۔ حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے بے شمار بچوں اور بچیوں کو انہوں نے قرآن مجید پڑھایا ہوا تھا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ نیز پسماندگان میں تین بھائی اور ایک بہن بھی شامل ہیں۔ دوست انکی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کریں اور اللہ تعالی انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

پیارے آقا نے 21 مئی کو ازراہ شفقت آپ کا نماز جنازہ غائب پڑھایا اور آپ کا ذکر خیر بھی فرمایا۔

(ادارہ الفضل کی طرف سے تعزیت قبول فرمائیں)

طلوع وغروب آفتاب

12 جولائی 2021ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:19	19:06
مدینہ منورہ	04:11	19:14
قادیان	03:54	19:36
ربوہ	03:34	19:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:32	21:15